تلخیص وترجمہ

ایران کا پس منظر

انگریزی زبان کے مشہور سہ ماہی رسالہ راونڈ ٹیبل کی تازہ اشاعت میں عنوان بالا سے ایک پُر از معلومات مضمون شائع ہوا ہے جس میں ایران، روس اور برطانیہ۔ اور ترکی اور جرمنی اور افغانستان کے اُن باہمی تعلقات کا پس منظر دکھایا گیا ہے جو ان ملکوں میں اور ایران میں ۱۹۰۷ء سے اگست ۱۹۴۱ء تک قائم رہے۔ ہم ذیل میں اس مفید مقالہ کا ملخص ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ (برہان)

۱۹۰۷ء سے ایران کی تاریخ کا ایک جدید باب شروع ہوا، ابھی تک وہ روس و برطانیہ کی ایشیا کے اندر رقیبانہ کشمکش کی وجہ سے مامون رہا تھا، ۱۹۰۷ء میں جب برطانیہ نے دیکھا کہ جرمنی کا خطرہ بہت بڑھ گیا ہے تو اس نے اپنے رقیب روس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک معاہدہ کرلیا، اس میں ایران کی آزادی اور استقلال کا احترام کرنے کا مشترکہ طور سے وعدہ کیا گیا اور دونوں نے ایران کے تجارتی حلقہ اثر کو اس طرح تقسیم کرلیا کہ ایک وسیع رقبہ، جنوب مغرب میں حد فاصل قرار دیا گیا۔ پھر روس نے دارالسلطنت اور شیراز اور کرمان کے ماسوا تمام شہر لے لئے، ان میں نہایت اہم صنعتی علاقے بھی تھے، برطانیہ نے جنوب مشرق کے ایک نیم ویرانہ رقبہ پر قناعت کرلی لیکن اس کی حد بندی اس طرح کی گئی کہ روس کو کبھی افغانستان کی مغربی سرحد سے یورش کرنے کا موقع نہ مل سکے، اس سلسلہ میں فوجی نقطۂ نظر سے نہایت اہم مقام سیستان لے لیا۔ برطانیہ نے خلیج فارس کی بندر عباس پر بھی قبضہ کرلیا۔ پیش بینی یہ تھی کہ روس کی طرف سے عرب کے کھلے سمندر میں چھاپہ مارنے کے خطرہ کا انسداد ہوجائے۔

ایران کے وقار کو اس معاہدہ سے نہ صرف ٹھیس لگی بلکہ اسے یہ احساس بھی ہوا کہ ایران کے

الحاق کے لئے یہ پہلا قدم اٹھایا گیا ہے، سچ پوچھئے تو یہ غلط بھی نہ تھا، برطانیہ عظمیٰ کو اس زمانہ تک ایران اپنا دوست خیال کرتا تھا اس معاہدہ کے بعد اس کی نظروں میں وہ مشکوک ہو گیا اور اس ایرانی نقطۂ نظر کی وجہ سے "دوستدارِ دشمن عدوِ تست" جرمن پروپیگنڈے کو جنگ عظیم ۱۸-۱۹۱۴ء کے دوران میں نمایاں کامیابی ہوئی، جرمنی کے پاس بڑی دلیل یہ تھی کہ برطانیہ ایران کے دشمن، روس کا دوست ہے، اگر وسیع نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ ماننا پڑیگا کہ اس معاہدہ کی وجہ سے ایشیا کے باب میں روس و برطانیہ کی رقیبانہ کشمکش کا خاتمہ ہو گیا تھا، برطانیہ عظمیٰ نے روس کے ساتھ اسوقت نہایت رواداری کا ثبوت دیا تھا جب وہ جاپان سے شکست کھانے کے بعد مضمحل ہو رہا تھا، اسی کا یہ اثر تھا کہ روس نے ۱۹۱۴ء کی جنگ میں برطانیہ عظمیٰ کا ساتھ دیا تھا۔

دو سال بعد ۱۹۰۹ء میں محمد علی پاشا کو روسی سفارت خانہ میں پناہ لینی پڑی، الزام یہ تھا کہ اس نے اپنے باپ کے نظام حکومت کو درہم برہم کر ڈالا ہے، جولائی ۱۹۰۹ء میں وہ تخت سے اتار دیا گیا اور اس کا لڑکا سلطان احمد شاہ گیارہ برس کی عمر میں اسکا جانشین بنایا گیا۔

روس اپنے قدم ایران میں برابر جما رہا تھا، ایک امریکن مشیر مال مسٹر مارگن شوسٹر Mr. Morgan Shuster. نے روس کی نازیبا حرکتوں کی روک تھام کی، نتیجہ یہ ہوا کہ انھیں صدہا مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اور نومبر ۱۹۱۱ء میں روس نے ایران کی حکومت کو ان کی برطرفی کا الٹی میٹم دیدیا، تہدید کے لئے روسی فوجیں بھی ایران کے حدود میں داخل کر دیں اور مسٹر مارگن کو برطرف کرا کر چھوڑا، آئندہ سال روس نے مشہد کے ایک مقدس مقبرہ پر بے وجہ بمباری کی اس بے حرمتی کی وجہ سے ہر طبقہ میں شدید ہیجان پھیل گیا، اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ جنوب مغربی ایران کے علاقوں کی مالگذاری بھی سمیٹنی شروع کر دی، برطانیہ عظمیٰ نے جب دیکھا کہ بشائر اور شیراز کی اہم تجارتی لائن خطرہ میں ہے تو اسے ہندوستانی سواروں کی ایک مختصر فوج کو ایران بھیجنے پر مجبور کیا گیا، جب یہ تدبیر ناکام رہی تو برطانیہ عظمیٰ کے ایما سے

سوئیڈن کے بیس افسروں نے ۱۹۱۱ء میں فوج جمع کرنے کا فرض اپنے ذمہ لے لیا، بحر اسود کے شمال میں کاسک[۱] روسیوں کی ایک فوج قریباً ایک صدی سے موجود تھی، برطانیہ عظمی کا دوراندیشانہ فرض تھا کہ فوج جمع کرنیکا کام برطانی افسروں کے سپرد کیا جاتا برطانیہ عظمی کو اپنی اس غلطی کا زبردست خمیازہ بھگتنا پڑا۔

اس دوران میں جرمن مشرقِ وسطی میں بے کار نہیں بیٹھے رہے تھے، ان کا اہم منصوبہ وہاں ایک ریلوے کی تعمیر تھا جو ایشیائے کوچک سے بغداد تک پھیلی ہوئی ہو اور اس کا سلسلہ خلیج فارس کی بندرگاہ سے وابستہ ہو، ۱۹۰۰ء میں ایک جرمن مشن اسی مقصد سے دورہ کرتا ہوا کویت پہنچا تھا اور اس نے زمین کا ایک وسیع رقبہ شیخ مبارک سے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی مطمح نظر یہ تھا کہ خلیج فارس کی ریلوے کے مرکز وہاں قائم کئے جائیں، خوش قسمتی سے سرپرسی کاکس Sir Percy Cox. برطانی ریزیڈنٹ نے اپنی دوراندیشی سے شیخ مبارک کے ساتھ ایک سال قبل برطانیہ کی طرف سے ایک خفیہ معاہدہ کر لیا تھا جس کی رو سے وہ زمین کے کسی ٹکڑے کو برطانیہ کی اجازت کے بغیر نہ پٹہ پر دیسکتا تھا اور نہ فروخت کرسکتا تھا، ۱۹۱۰ء میں پوسٹ ڈم (Post dom) کے مقام پر جرمن شہنشاہ اور روسی شہنشاہ سیزونوف (Sazonoff.) کے درمیان ملاقات ہوئی۔ اور شہنشاہِ روس نے روس و برطانیہ کے معاہدہ کا پاس نہ کرتے ہوئے جرمنی کی بغداد ریلوے کے دائرہ عمل کو وسیع کرنے کی اجازت دیدی، اس صلہ میں جرمنی نے وعدہ کیا کہ روس کی ایران سے متعلق خواہشات کو سہارا دیا جائیگا۔ ایران کے اندر جرمنی نے وادی قیرول اور دوسرے مقامات میں مراعات حاصل کرنے کی کوشش کی مگر کسی جگہ بھی سرکاکس کی بیدار مغزی نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا، ایران میں جرمنی کی سب سے نمایاں کامیابی صرف یہ تھی کہ وہ طہران میں ایک کالج کی بنیاد رکھ سکا، اس کے اسٹاف میں جرمن پروفیسر تھے، اور اس نے ایران کی حکومت کو ایک

---

[۱] ایک قبیلہ ہے جو بحر اسود کے شمال میں آباد ہے۔

گراں قدر سالانہ امداد دینے پر آمادہ کرلیا تھا۔

جنگِ عظیم ۱۹۱۴ء کے وقت ایران جنگ کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا اسلئے اس نے اپنی غیر جانبداری کا اعلان کردیا، اور دوسری غیر جانبدار حکومتوں کی طرح وہ بھی مامون رہا۔ جنگ کے دوران میں ایران کے اندر چند ابن الوقت قاجار Kajar کے شہزادے اور زمیندار ایسے بھی تھے جنھوں نے ہر ممکن طریقہ سے زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا تھا اور وہ کبھی ایک حریف سے کبھی دونوں حریفوں سے روپیہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے، یہ صحیح ہے کہ کاسک ڈویزن، جو روسی افسروں کے ماتحت تھا، کسی حریف کے مقابلہ میں استعمال نہیں کیا گیا، لیکن سویڈن کے فوجی افسروں نے جرمنی کی امداد میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، ترکوں نے پچھلے دس برسوں میں ایران کی شمال مغربی جھیل ارامیا Urumia کے مغربی فوجی ناکوں پر قبضہ کرلیا تھا اور بڑھتے ہوئے تبریز تک پہنچ گئے تھے، اس پر تسلط بھی ہوگیا تھا مگر روسی فوجوں نے انھیں وہاں سے نکال دیا تھا۔ اس کے بعد سریکامش Sarikamish کی جنگ میں روسیوں نے ترکوں کو شکست دی، یہ مورچہ قرص کی حفاظت کیلئے قائم کیا گیا تھا، اس جنگ نے اس خطہ میں ترکوں کی سرگرمیوں کا خاتمہ کردیا تھا، نومبر ۱۹۱۴ء میں برطانی دستوں نے جنوب مغرب کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے "اینگلو پرشین آئل کمپنی" کے ان اہم تیل صاف کرنے کے کارخانوں پر قبضہ کرلیا جو جزیرۂ آبادان Abadan میں واقع تھے اور شط العرب کو پامال کرتے ہوئے بصرہ میں داخل ہوگئے ایک فوج دریائے قیرن کے راستہ سے اہواز کی طرف پائپ لائن کی حفاظت کیلئے روانہ کی گئی اور اس نے ایک ایک ترک کو ایران کی سرزمین سے نکال باہر کیا، اس کا اعتراف ہو کہ برطانیہ کی بغداد کیطرف پیشقدمی ۱۹۱۶ء کے موسم بہار میں قط العمارہ کے اطاعتمندانہ معاہدہ کی نحوست میں تبدیل ہوگئی۔

انور پاشا کی اسکیم کے ماتحت ایک "ترکی جرمن مشن" امیر کابل (حبیب اللہ خاں) کے پاس روانہ

کرنے کی تجویز پاس ہوئی، مقصد یہ تھا کہ یہ مشن امیر کابل کو ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کرے، قسطنطنیہ اور دوسرے اسلامی مرکزوں میں اس اسکیم کو تقویت پہنچانے کیلئے جہاد کا اعلان بھی کیا گیا ہندوستانی باغی بھی جو برلن میں اس زمانہ میں موجود تھے، اس مشن میں شامل کئے گئے، اس زمانہ میں شمنوں کے ان ایجنٹوں نے جو ایران میں پہلے سے موجود تھے، برطانی رعایا کو ایران سے نکال دیا اور روسی اور برطانی بینکوں کے خزانچیوں کو اپنی حراست میں لے لیا، ان کارروائیوں میں سوئیڈن کے فوجی افسروں نے ان کی مدد کی تھی، جنوبی اور وسطی ایران میں ان کی یہ تدبیریں پوری طرح کامیاب ہوئیں اور برطانی اور روسی آبادکاروں Colonies کو سرزمین ایران سے نکلنے پر مجبور کردیا، ان ایجنٹوں میں سب سے نمایاں حیثیت وساس (.Wassamuss) کی تھی جس نے شیراز کے برطانی نو آبادکاروں کو حراست میں لے لیا تھا اور کاشگیں .Kashgais اور دوسرے قبائل کے لوگوں کی ایک فوج جمع کی تھی، اس فوج نے ۱۹۱۸ء میں برطانی فوجوں کا شیراز میں محاصرہ کرلیا تھا، طہران کی حالت پہلے سے نازک تھی مگر اس وقت سے تو بیحد تشویشناک ہوگئی تھی، جب سے صدہا جرمنی اور آسٹریا کے قیدی تاشقند سے بھاگ کر اپنے سفارتخانوں میں پہنچ گئے تھے اور انھیں فوجی مورچہ بنالیا تھا، ایران کے وزیر خارجہ نے اسوقت جنگ میں عملی حصہ لینے اور اپنے دوستوں کا ساتھ دینے کا قصد کرلیا تھا، نومبر ۱۹۱۵ء میں جب روسی فوجوں نے دارالسلطنت کی طرف پیش قدمی کی تو ایران کے وزراء اعلانِ جنگ کے لئے آمادہ تھے اور انھوں نے اپنی انتہائی کوشش کی کہ نوجوان سلطان ان کا ہم آہنگ ہوجائے، جب انھیں ناکامی ہوئی تو ایران چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اس مشن کے لیڈر کپتان نیڈرمایر .Niedermayer نے ایران کا وسیع پیمانہ پر دورہ کیا تھا اور ۱۹۱۳-۱۴ء میں مشہد کے اندر چند ماہ قیام بھی کرچکا تھا۔ اس مشن میں کاظم بے اور دوسرے ترکی افسر بھی شامل تھے جو محض عالمگیر اسلامی اتحاد کی امید میں ان کے شریک کار تھے ورنہ انھیں

جرمنوں سے اور کوئی قلبی تعلق نہ تھا، مشن میں بارہ جرمن اور دو ہندوستانی، مہندرا پرتاب اور برکت اللہ[۱] تھے، اسّی آدمیوں کا ایک ایرانی فوجی دستہ بھی حفاظت کیلئے ساتھ تھا، یہ مشن افغانستان کی سرحد عبور کرتا ہوا ۲۴ اگست ۱۹۱۵ء میں ہرات وارد ہوا اور ایک ماہ بعد کابل پہنچا، راہ میں کوئی حادثہ پیش نہ آیا کابل میں یہ مشن شہر سے باہر ایک باغ میں ٹھہرایا گیا اور حفاظت کا انتظام کر دیا گیا۔ امیر حبیب اللہ اسوقت بڑی کشمکش میں مبتلا تھا۔ سلطان ٹرکی جو خلیفۃ المسلمین بھی تھا، کے اعلانِ جہاد سے وہ بہت پیش و پنج میں تھا، خوش قسمتی سے رعایا افغانستان کے لئے اس اعلان جہاد پر عمل کرنا اس وقت تک ضروری نہ تھا جب تک ان کا حکمراں بھی اس کی تصدیق نہ کر دے، یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ایران کی طرح افغانستان بھی روس و برطانیہ کی رقابت کا مرکز تھا، اس وقت افغانستان ان دونوں طاقتوں کے بس میں تھا اور وہاں کی حکومت کی مشینری انھیں کے چشم و ابرو کے اشارہ سے چلتی تھی، جرمنی اور ٹرکی کے ملک افغانستان کی سرحد سے بہت دور تھے اور انھیں براہِ راست کوئی جغرافیائی تعلق نہ تھا، اس خطرناک صورت حالات کے وقت امیر حبیب اللہ نے اپنے انتہا پسند مشیروں کے جذبات کو یہ کہکر دبا دیا کہ جہاد کا اعلان افغانستان کی بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

امیر حبیب اللہ خاں نے اس مشن کو افغانستان پہنچنے کے چند ہفتہ بعد شرف باریابی بخشا اور اپنے انتہائی سیاسی شعور کا ثبوت دیتے ہوئے مشن کو اپنی صحیح پالیسی کی طرف سے کشمکش میں مبتلا رکھا اور کوئی صاف جواب نہ دیا۔ اس دوران میں مشن کے لیڈر نیڈر مایر نے جرمن وزیر کو، جو طہران میں موجود تھا ایک خط لکھا کہ ترکی فوج کو یہاں روانہ کر دیا جائے، یہ خط راہ میں پکڑ لیا گیا اور امیر حبیب اللہ کے سامنے پیش کیا گیا، امیر حبیب اللہ اس کا منتظر تھا کہ جنگ میں جرمنی کا پلہ بھاری ہو تو اس کی طرف جھک جائے۔ اسی انتظار میں وہ اس مشن کو رخصت ہونے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ مارچ ۱۹۱۶ء میں جب روسی فوجوں نے ارضِ روم Erzrum پر قبضہ کر لیا تو اسکی امیدوں پر پانی پھر گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اب ترکی فوج کا کابل پہنچنا اور ہندوستان پر حملہ کے وعدہ کا درست نکلنا یا وفا ہونا ممکن نہیں ہے اس لئے اس نے اس مشن سے کھلم کھلا بات کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ امیر حبیب اللہ اس مشن کے دوران قیام کے حالات کو وائسرائے ہند کو اطلاع دیتا رہا تھا، یہ مشن ناکام واپس لوٹا، اسکے اکثر ممبر راستہ میں گرفتار کر لئے گئے، (باقی آئندہ)

[۱] دیکھئے "اردو" جولائی ۱۹۴۱ء